Paper — I

سوال:۔ ''آبِ حیات'' کے حوالے سے غالب کی شاعری کی خصوصیات بیان کیجئے۔

جواب:۔ غالب کی شخصیت کے مختلف گوشے ہیں۔ شاعری کے علاوہ نثر نگاری میں بھی ان کا پایہ بلند ہے۔ ان کے خطوط جدید نثر کا سنگ بنیاد ہیں۔ غالب نے قصیدے اور رباعیاں بھی لکھی ہیں، لیکن جس صنف کی وجہ سے آج غالب دنیائے ادب میں اپنا سب سے الگ مقام رکھتے ہیں وہ ان کی غزل گوئی ہے۔ غالب کے یہاں فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں غزلیں ملتی ہیں۔ ابتدا میں انہوں نے مشکل پسندی سے کام لیا، لیکن جلد ہی سہل پسندی، سادگی، سلاست اور روانی کو اپنا شعار بنایا۔ جیسے:

دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے

آخر اس درد کی دوا کیا ہے

ابن مریم ہوا کرے کوئی

میرے دکھ کی دوا کرے کوئی

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا

اگر اور جیتے ہوتے یہی انتظار ہوتا

غالب کی کامیابی کا سبب صرف عام فہم الفاظ، تراکیب اور سیدھے سادے طرز کی شاعری نہیں بلکہ ان کا آہنگ ہے جو پڑھنے والے کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ الفاظ کا موزوں و مناسب انتخاب بھی غالب کی مقبولیت کا باعث ہے۔ غالب کو الفاظ کا مزاج شناس کہنا بے جا نہ ہوگا۔ غالب کا یہ دعویٰ بالکل درست ہے:

گنجینۂ معنی کا طلسم اس کو سمجھئے

جو لفظ کہ غالب مرے اشعار میں آوے

غالب کے کلام کی ایک اور خصوصیت ان کا انداز بیان ہے۔ انہیں اپنے انداز بیان پر ناز بھی ہے:

ہیں اور بھی دنیا میں سخنور بہت اچھے

کہتے ہیں کہ غالب کا ہے اندازِ بیاں اور

Scanned with CamScanner

یہ غالب کا انداز بیان ہی ہے جس نے ایک عالم کو ان کا گرویدہ بنالیا ہے۔ان کے اشعار کا دلکش منفرد ہے،اس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔ان کے دلکش میں طرح داری بھی ہے اور تہہ داری بھی۔ساتھ ہی ندرت خیال کا عنصر بھی نمایاں نظر آتا ہے:

نہ تھا کچھ تو خدا تھا،کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے،نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا
غم ہستی کا اسدؔ کس سے ہو جز مرگ علاج
شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک

غالب کے فن کو گزرتے ہوئے لمحات نے گرد آلود نہیں ہونے دیا بلکہ اور بھی نکھار دیا ہے۔ان کی شاعری پہلودار اور تہہ دار ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس میں روزانہ نئے نئے نکتے تلاش کیے جا رہے ہیں۔

غالب نے اردو غزل کو نئی زندگی بخشی۔اسے مایوسی،یاس اور ناامیدی سے نکال کر ایک صحت مند ماحول سے ہم کنار کیا۔غم میں مسکرانے کا حوصلہ بخشا اور ہمت سے وقت کا مقابلہ کرنے کی تحریک دی:

رنج کا خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پہ کہ آساں ہو گئیں

غالب کی غزلوں میں فلسفۂ عشق و محبت کو بھی خاصا دخل ہے۔شعری روایت کے مطابق ان کی شاعری کا بیشتر مواد حسن و عشق ہی سے لبریز ہے۔حسن و عشق کی کیفیتوں اور واردات و محسوسات کو غالب اپنی داخلیت کے سہارے لازوال بنا دیتے ہیں۔وہ حسن و عشق سے متعلق سطحی باتیں نہیں کہتے بلکہ انسان کی ذہنی جذباتی کیفیت اور اس کے شعور و لاشعور کے مختلف پہلوؤں کو شعری پیکر عطا کرتے ہیں۔

غالب نے اردو شاعری کو سطحی جذبات،غیر صحت مند رومانیت اور لفظی بازی گری کے تنگ دائروں سے نکال کر زندگی اور اس کے تقاضوں سے ہمکنار کیا ہے۔اس طرح غالب کی شاعری ایک ایسا آئینہ خانہ بن گئی جس میں زندگی مختلف شکلوں میں جلوہ گر نظر آتی ہے۔غالب کے یہاں محبت اور انسان دوستی کا احساس بھی جا بہ جا نمایاں نظر آتا ہے۔خلوص،دردمندی اور انسان دوستی کے جذبات غالب کے ان اشعار بھی دیکھے جا سکتے ہیں جن میں تصوف کے مسائل کا بیان ہوا ہے۔جیسے:

Scanned with CamScanner

یہ مسائل تصوف، یہ ترا بیان غالب
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

اگر چہ غالب جادہ تصوف کے مسافر نہیں تھے۔انہوں نے تصوف کو شاعرانہ روایت یا آرائش کلام کے طور پر اپنایا تھا۔اس لئے ان کے یہاں تصور کا کوئی مربوط فلسفہ نہیں ملتا۔ بلکہ وہ اسے اخلاق برتاؤ اور انسان دوستی کا مظہر سمجھتے ہیں۔

غالب کی شاعری میں خاص قسم کی موسیقی ،ترنم اور نغمگی کا احساس ملتا ہے۔ان کی شاعری میں استعمال ہونے والے الفاظ گیلی مٹی کی طرح ہوتے ہیں جنہیں وہ جس طرح چاہتے ہیں استعمال کرتے ہیں۔دیکھئے وہ روایتی مضمون کو کس طرح زندہ اور متحرک کردیتے ہیں:

قفس میں مجھ سے روداد چمن کہتے نہ ڈر ہمدم
گری ہے جس پہ کل بجلی وہ میرا آشیاں کیوں ہو

غالب سے پہلے اردو غزل کی دنیا محدود تھی۔حسن کے معاملات اور عشق کے واردات سے غزل آگے نہ بڑھ سکی تھی۔غالب نے زندگی کے مسائل پر غور کیا اور انہیں اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔اپنے عہد کے فکری رجحانات اور سماجی مسائل کو شعری پیکر عطا کیا۔

غالب اردو ادب کے ایس شاعر ہیں جن کے فن کو گزرتے ہوئے لمحوں کی گرد نے ڈھکنے کے بجائے مزید نکھارا ہے۔ان کی شاعری میں تہہ داری پائی جاتی ہے۔

***

Scanned with CamScanner